حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی

’’حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی‘‘

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وقت گزارنے والے ہر ایک وجود کی شان غیر معمولی تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنی فطری نیکی اور حضرت اقدس کی صحبت کے نتیجے میں روحانی ترقیات کرتے چلے گئے۔ اور ہر پہلو سے اپنی زندگیوں کو پاک کر کے تقویٰ سے مزین ہو گئے۔

یہ قابل فخر وجود اور ان کی زندگیاں ہمارے لئے راہنما ہیں۔ اگر ہم بھی ان بزرگوں کی سیرت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں تو انہیں غیر معمولی برکات کے وارث بن سکتے ہیں جو ہمیں ان کی زندگیوں میں نظر آتی ہیں۔

پیش لفظ

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا تعلق ایک گدی نشین خاندان سے تھا۔ مگر آپ بچپن سے ہی نہایت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔اور امام وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لینے کے بعد تو آپ کی زندگی ہی بدل گئی۔ آپ کو نہ دنیا کے جاہ وجلال کی پرواہ رہی نہ ہی جائیداد کی۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں پوری تندہی سے لگ گئے۔ پھر خلفاء احمدیت سے بھی آپ کا محبت کا تعلق بے مثال تھا۔خود بھی اعلیٰ خدمات سرانجام دیں، ہمارے لئے بھی قابل تقلید نمونہ چھوڑ گئے۔اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو۔آمین

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے اس بابرکت موقع پر خلافت کے جانثاروں کے بارے میں تعارفی کتب شائع کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔زیر نظر کتاب ، کے قلم سے لکھی گئی ہے،اور یہ اس کتاب کی پہلی اشاعت ہے۔ مصنف کتاب ھٰذا حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی کے خاندان سے ہیں۔خاکسار اس کتاب کی تیاری میں لی معاونت کا تہہ دل سے شکرگزار ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

خاندانی تعارف

حضرت پیر محمد سراج الحق صاحب نعمانی جمالی کے والد صاحب کا نام شاہ حبیب الرحمان تھا۔وہ سرساوہ ضلع سہارن پور کے رہنے والے تھے۔ان کا تعلق ایک ایسے جلیل القدر خاندان سے تھا جس میں اپنے وقت کے نہایت بڑے بڑے اولیاء، ابدال، غوث، قطب وغیرہ گزرے ہیں۔حضرت پیر صاحب کے نعمانی کہلانے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کا شجرہ نسب امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ سے ملتا ہے جن کا اصل نام نعمان تھا۔

آپ کا خاندان لوگوں میں اتنا مشہور تھا کہ آپ جہاں بھی جاتے لوگ آپ کو پیر صاحب یا صاحبزادہ صاحب کہہ کر پکارتے تھے اور آپ کے خاندان کو بڑی عزت وتکریم سے دیکھا جاتا تھا۔آج بھی سرساوہ میں عرس ہوتا ہے اور گدی جاری ہے۔

پیدائش

حضرت پیر محمد سراج الحق صاحب نعمانی اندازاً 1855ء میں پیدا ہوئے۔آپ کی پیدائش کی معین تاریخ کا تو علم نہیں ہوسکا لیکن آپ کے سن وفات سے اور آپ کی عمر سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ آپ کی پیدائش 1855ء کے لگ بھگ ہی ہوئی۔

حلیہ مبارک

مکرم عزیز الرحمٰن خالد صاحب حضرت پیر صاحب کو دیکھنے والے احمدیوں کی زبانی بیان کرتے ہیں:

’’حضرت صاحبزادہ صاحب گندمی رنگ اور چوڑے سینہ اور کھلے جسم کے مالک تھے۔

نہایت بلند قد وقامت بزرگ تھے۔ جناب عبدالرحمٰن شاکر صاحب نے مجھے بتایا کہ پیر صاحب ہماری جماعت میں نہایت لمبے قد والے انسان تھے اور کسی شخص کا قد ہماری جماعت میں اس قدر نہ تھا۔یہی حالت آپ کے پاؤں کی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد صادق صاحب (مربی) سماٹرا نے مجھے بتایا کہ حضرت پیر صاحب جس قدر لمبے قد کے مالک تھے اس مناسبت سے اپنے سر پر لمبی ترکی ٹوپی بھی پہنا کرتے تھے۔''

(روایات بحوالہ مقالہ مکرم عزیزالرحمٰن خالد صاحب مربی سلسلہ 1969ء)

نام

حضرت پیر صاحب کی پیدائش پر آپ کے والد صاحب نے آپ کا نام نصیرالدین رکھا تھا لیکن بعد میں بدل کر سراج الحق رکھ دیا۔حضرت پیر صاحب فرماتے ہیں۔

''میرا نام بھی میرے والد نے نصیرالدین رکھا تھا پھر سراج الحق رکھ دیا۔''

(تذکرۃ المہدی صفحہ 172)

بچپن

حضرت پیر صاحب بچپن میں دوسرے تمام بچوں سے بالکل مختلف تھے۔آپ کو بچپن سے ہی قرآن مجید پڑھنے کا شوق تھا۔آپ روزانہ ایک منزل (یعنی تقریباً چار پارے) کی تلاوت کیا کرتے تھے اور ہر وقت عبادات میں مصروف رہتے۔

حضرت پیر صاحب کو بچپن سے ہی سخت زندگی گزارنے کی عادت ڈالی گئی تھی اور اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص مرضی شامل تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پیارے بندے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید ونصرت کے لئے کھڑا کرنا تھا اور اسی حکمت کے تحت اللہ تعالیٰ نے ایسے انتظامات فرمائے تا کہ بعد میں آپ کے لئے مشکل نہ ہو۔ چنانچہ بچپن میں ہی آپ کے والد آپ کو ریاضت وعبادت کے لئے جنگلوں میں لے جایا کرتے تھے تا آپ کو آرام کی زندگی کی بجائے

سخت زندگی گزارنے کی عادت پڑے۔آپ کے والد صاحب آپ کو بعض اوقات گرم کپڑے بھی بنا کر نہ دیتے تا کہ آپ کے اندر برداشت کی طاقت پیدا ہو سکے۔

تعلیم

حضرت پیر صاحب کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں تو کسی کو زیادہ علم نہیں ہے لیکن آپ کے گھر کے ماحول سے ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے گھر سے ہی حاصل کی کیونکہ آپکے گھر میں تعلیمی لحاظ سے کسی چیز کی کمی نہ تھی والد صاحب بہت نیک اور پڑھے لکھے انسان تھے اس لئے یہ لگتا ہے کہ ابتداء میں تو آپ زیادہ تر اپنے والد صاحب کے زیر تربیت رہے لیکن بعد میں خود ہی محنت کر کے علم حاصل کرتے رہے۔قرآن مجید کا ترجمہ ،فارسی اور دیگر چھوٹی موٹی کتابیں بقول آپ کے آپ خود ہی پڑھ لیا کرتے تھے صرف عربی کے بارے میں پتا چلتا ہے کہ آپ نے ایک استاد سے پڑھی جس پر آپ کے مرید آپ سے ناراض ہو گئے کیونکہ آپ پیر تھے اور مرید یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ پیروں کا کوئی استاد ہو۔لیکن اصل تعلیم تو بقول آپ کے آپ کو بیعت کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر حاصل ہوئی جس کی بدولت آپ نے مخالفوں کے اعتراضات کے منہ توڑ جوابات دیے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیر صاحب کو کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کے دروس القرآن میں شرکت کیا کریں اور ان سے تفسیر القرآن سنیں اور سیکھیں۔ چنانچہ قرآن مجید کا علم آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے ہی آیا۔

حضرت پیر صاحب کی یہ ایک سعادت عظمیٰ ہے کہ آپ کے ایک استاد تو حضرت مسیح ومہدی موعود علیہ السلام تھے اور دوسرے حضرت خلیفۃ المسیح الاول تھے۔جس شخص کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قدر بابرکت اساتذہ سے فیض پانے کی توفیق ملی ہو اس کا علمی معیار کیسے نہ بلند ہو۔

امام مہدی کی تلاش

حضرت پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی فراست عطا فرمائی تھی کہ چاروں طرف دینی ماحول کے باوجود آپ کو کہیں بھی چین نہ آتا تھا، کہیں تسکین قلب نہ ملتی تھی۔ چنانچہ آپ نے اس غرض کے لئے کئی سفر کئے۔ کئی چلّے کاٹے، پیروں فقیروں کی صحبت میں جا کر رہے۔ آپ کو یہ اندازہ تھا کہ اس زمانہ میں امام مہدی نے آنا ہے اور زمانے کے حالات بھی اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں لیکن ان کی یہ بھی خواہش تھی کہ وہ امام ان کی زندگی میں مبعوث ہوں جن کا انتظار کرتے کرتے ہزاروں اولیاء، ابدال، غوث اور قطب گزر گئے اور آپ کو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور صحبت مبارکہ میں رہنے کا شرف حاصل ہو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”کتابوں میں، وعظوں میں یہ دیکھ کر اور سن کر کہ حضرت امام مہدی پیدا ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے، نہایت شوق تھا اور خدا سے دعائیں کرتا کہ الٰہی ہمارے زمانہ میں بھی امام مہدی اور حضرت عیسیٰ ہونگے اور ہمیں بھی کبھی زیارت ہوگی؟ پھر خیال آتا کہ امام مہدی و عیسیٰ کہاں اور ہم کہاں۔ پھر خیال ہوتا کہ اگر عیسیٰ ہوئے بھی تو ہم جیسوں کو زیارت کب نصیب ہوگی، وہاں تو عالم، فاضل، غوث، قطب، ابدال، امیر کبیر، بادشاہ، نواب تمام دنیا کے جمع ہوں گے تیرے جیسوں کی رسائی اس دربار میں کب ہو سکے گی۔ پھر میں نے درخت پر چڑھنے کی مشق کی کہ اگر حضرت امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام ہمارے زمانہ میں ہو بھی جاویں اور ان کے دربار میں باریابی نہ ہو تو وہ جنگ کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے سواری پر نکلے تو درخت پر بیٹھ کر ہی زیارت کر لیں گے۔ پھر دعائیں کرتا اور رو رو کر دعائیں کرتا کہ الٰہی ان کی زیارت نصیب ہو، جوانی میں ہو، ضعیفی میں ہو، خواہ کسی طرح سے ہو۔ ایک دفعہ میرے دوست ولی محمد سرساوی نے ایک قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی کا پرانا بوسیدہ کرم خوردہ (جسے کیڑا لگا ہو) لا کر دیا اور کہا کہ تم کو بڑا شوق ہے کہ حضرت امام مہدی کی زیارت ہو سو تم کو مبارک ہو اس قصیدہ کے حساب

سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی پیدا ہو لئے۔ مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی اور ہر روز اس قصیدہ کو پڑھتا اور چومتا۔ کبھی اس کو پڑھتا اور کبھی اور کتابوں کے موافق زمانہ کے حالاتِ خراب پر نظر ڈالتا تو معلوم ہوتا کہ ضرور یہ زمانہ امام مہدی و مسیح کا ہے پھر جو دل میں سماتا کہ لاکھوں آدمیوں میں حضرت امام مہدی کی زیارت کیسے نصیب ہوگی، تو اس نا امیدی سے چیخ مار کر رو دیا کرتا تھا۔“

(تذکرۃ المہدی صفحہ 171-170)

نصرتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر صاحب کی اس تڑپ کو دیکھا اور آپ کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور مبشر رؤیا کے ذریعے آپ کو خبر دی کہ مہدیٔ وقت کون ہیں تا کہ وقت آنے پر ان کو پہچان سکیں۔

مجدد الوقت کی خبر اور ملاقات کا شوق

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خبر کے بعد آپ کے اندر مزید تڑپ پیدا ہوگئی اور ایک امید سی نظر آنے لگی۔ انہیں دنوں میں آپ کو اطلاع ملی کہ قادیان میں کسی نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ آپ خبر ملتے ہی فوراً قادیان کے لئے روانہ ہوگئے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملا جا سکے اور آپ کے دعویٰ کے بارے میں معلوم کیا جائے۔ چنانچہ آپ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ علیہ السلام سے آپؑ کے دعویٰ کے بارے میں پوچھا اور آپ کے دلائل سنے۔

بیعت کرنا

جب حضرت پیر صاحب کو خبر ہوئی کہ حضور اقدس علیہ السلام لدھیانہ میں قیام فرما ہیں تو آپ نے ارادہ کیا کہ بیعت کر لی جائے۔ چنانچہ اس غرض اسے آپ متعدد بار، بعض دفعہ تو کسی

مسئلہ کے حل کے لئے اور بعض دفعہ صحبت سے فیضیاب ہونے کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے لیکن آپ کی خواہش تھی کہ آپ قادیان دارالامان میں بیعت کریں اس لئے آپ پہلی بیعت میں شامل نہ ہوئے اگرچہ آپ وہاں موجود تھے۔

تاریخ احمدیت میں لکھا ہے کہ

’’پیر سراج الحق نعمانی۔شیخ یعقوب علی صاحب تراب اور مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اس دن لدھیانہ میں موجود تھے مگر پہلی بیعت میں شامل نہ ہو سکے۔پیر سراج الحق نعمانی صاحب کا منشاء قادیان کی (بیت) مبارک میں بیعت کرنے کا تھا جسے حضرت اقدسؑ نے منظور فرمالیا اور23دسمبر1889ءکو بیعت لی۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلداول صفحہ 341)

بیعت کرنے کے بعد کی زندگی

مومن کے درجات کی بلندی کے لئے مشکلات بھی آتی ہیں۔جب مومن کی راہ میں مشکلات اور تکلیفیں آتی ہیں اور وہ اس پر صبر وتحمل سے ثابت قدم رہتا ہے تب اس کے ایمان کے معیار کا اندازہ ہوتا ہے۔حضرت پیر محمد سراج الحق صاحب نعمانی نے بھی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اختیار کی تو آپ کو کئی قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور مشکلات کو جھیلنا پڑا لیکن خدا کے فضل سے آپ ثابت قدم رہے۔وہ لوگ جو آپ کو پیر مانتے تھے اور آپ کا تبرک کھانا اپنی خوش قسمتی سمجھتے تھے اب آپ کو راہ چلتے گالیاں دینے لگے اور کفر کے فتوے آپ پر لگنا شروع ہو گئے۔

آپ کے تمام گھر والوں اور ہم وطنوں نے بھی منہ موڑ لیا سوائے آپ کی زوجہ محترمہ کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی۔مولوی رشید احمد گنگوہی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بڑا مخالف تھا رشتہ میں آپ کا ہم زلف تھا۔لیکن آپ نے کسی رشتہ کی پرواہ

نہ کی اور اس کو مباحثہ کی دعوت دی کیونکہ آپ اس کو اپنا دشمن سمجھتے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دشمنی کرتا تھا۔

رشتہ داروں کے علاوہ بھی بعض لوگ ایسے بھی تھے جو پہلے سے ہی آپ کے مخالف تھے یعنی آپ کی پیری اور خاندانی عزت سے حاسد تھے جب ان کو حضرت پیر صاحب کی بیعت کا پتہ چلا تو آپ کو بدنام کرنے کا ایک سنہری موقعہ ان کے ہاتھ آگیا۔

ہجرت

حضرت پیر صاحب کا اپنا وطن سرساوہ تھا جو ضلع سہارنپور میں ایک قصبہ ہے۔جب آپ نے احمدیت قبول کی تو تمام لوگ آپ کے مخالف ہو گئے۔اور آپ کو اندازہ ہو گیا کہ اب یہ جگہ آپ کے رہنے کے قابل نہیں۔چنانچہ آپ نے قادیان میں مستقل رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔دراصل یہ بھی ایک خدائی فیصلہ تھا اور قادیان جانے سے پہلے ہی آپ پر اور آپ کی اہلیہ پر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ رؤیا ظاہر کر دیا تھا کہ اب قادیان ہی ہے جو آج امن کی جگہ ہے باقی ہر جگہ فساد ہی فساد ہے۔ (رسالہ سراج الحق صفحہ 7،6)

چنانچہ آپ کی اہلیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیا دکھایا۔آپ تحریر فرماتے ہیں:

’’میری بیوی کہنے لگی کہ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک بزرگ جن کے سر وریش (یعنی سر اور داڑھی۔ناقل) میں مہندی لگی ہوئی ہے اور بال سفید ہیں مونڈھوں (کندھوں) تک لٹکتے ہیں اور درمیانہ قد اور دہرا بدن ہے، گندمی رنگ ہے۔وہ ایک مکان میں کھڑے ہیں اور دنیا میں چاروں طرف قتل عام ہو رہا ہے اور کہیں آگ لگ رہی ہے اور کسی جگہ طوفان آرہا ہے اور کسی طرف تلواریں اور نیزے چل رہے ہیں اور روئے زمین پر کہیں امن کی جگہ نہیں۔لوگ غل مچا رہے ہیں روتے ہیں اور میں بھی حیران کھڑی ہوں اور دل میں کہتی ہوں

کہ الٰہی کدھر جاؤں کوئی جگہ امن کی نہیں ملتی۔ میری نظر اس مکان کے بالا خانہ پر پڑی، وہ بزرگ مجھے دیکھنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹی اوپر آ جاؤ۔ میں یہ غنیمت سمجھ کر کہ کچھ تو امن کا مکان ملا۔ اوپر بالا خانہ پر اس بزرگ کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ بہت اچھا ہوا کہ تم یہاں آ گئیں۔ دنیا میں سوائے ہمارے اب کوئی جگہ امن کی نہیں ہے تم بھی رہو۔ میں نے یہ بات اس بزرگ کی زبانی سنی خدا کا شکر کیا پھر میری آنکھ کھل گئی۔ بتلاؤ وہ کون بزرگ تھے اور یہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا یہ حلیہ یہ صورت یہ لباس اور یہ ہیئت جو تم نے بیان کی ہے یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ہے اور یہ مکان بھی وہی ہے جو میں دیکھ کر آیا ہوں۔ کہنے لگی شاید وہی ہوں اور شاید دنیا میں پھر غدر پڑ جاوے اور بے امنی ہو جاوے اور قادیان میں ہی امن ملے۔ چلو وہیں چلے چلیں۔''

(تذکرۃ المہدی صفحہ 207)

رفاقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ایک لمبا عرصہ رہنے اور فیض اٹھانے کا موقع دیا اور ایک عرصہ تک آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کی اور درحقیقت خدمت کا حق ادا کیا۔ آپ ان چند رفقاء میں سے ایک ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کثرت سے صحبت نصیب ہوئی۔

حضرت اقدس علیہ السلام پیر صاحب کو اکثر ''صاحبزادہ صاحب'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کو آپ سے بہت محبت تھی اور کثرت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اقدس علیہ السلام پیر صاحب پر بہت شفقت اور مہربانی فرمایا کرتے تھے اور آپ کی ہر ضرورت کا خیال رکھا کرتے تھے۔

حضورؑ کے دست مبارک کی تاثیر

حضرت پیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ''رمضان شریف کا ذکر ہے کہ جب میرے دانتوں میں درد ہوا حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب اور ڈاکٹر عبداللہ صاحب (نومبائع) نے بہت سی دوائیں لگائیں اور کھلائیں کچھ آرام نہ ہوا۔ جب سخت درد ہوا اور میری حالت درد سے متغیر ہوئی تو میں صبح ہی اٹھ کر حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے درد کو دیکھ کر آپ علیہ السلام بیتاب سے ہو گئے اور صندوق کھول کر کونین کی شیشی نکالی، اپنے ہاتھ میں پانی ڈال کر جلدی جلدی سے گولی بنائی اور فرمایا منہ کھولو! میں نے کھولا تو حضرت نے اپنے ہاتھ سے کونین کی گولی میرے منہ میں ڈال دی۔ فرمایا نگل جاؤ۔ میں نگل گیا۔ پھر پانی کا گلاس اپنے ہاتھ مبارک سے بھر کر لائے اور مجھے پلایا پھر فرمایا کونین ہر ایک بیماری کے دورہ کو روکنے والی ہے خدا شفاء دے۔ پس دو منٹ کے بعد درد کو آرام ہو گیا۔ پھر جو ایک دفعہ درد ہوا اور میں نے کونین کھائی کچھ بھی فائدہ نہ ہوا تب میں نے جانا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک کی تاثیر تھی۔''

(تذکرۃ المہدی صفحہ 10)

پس خوردہ کی تاثیر

آپ مزید فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مجھے نزلہ اور زکام کی بہت شکایت تھی چار برس یا کچھ کم و بیش میں اس مرض میں مبتلا رہا دودھ پینا، خوشبو سونگھنا میرے لیے زہر تھا۔ ایک روز بعد نماز عشاء (بیت) مبارک کی چھت کی شہ نشین پر حضرت اقدس علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور سب احباب جیسے چاند کے چار طرف ستارے کوئی نیچے اور دائیں اور بائیں بیٹھے تھے آپ نے دودھ پینے کے لئے طلب کیا اور ایک گھونٹ دودھ کا پی کر گلاس کو میرے ہاتھ دے دیا اور فرمایا پی لو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو نزلہ اور زکام کی سخت شکایت ہے میں نہیں پی سکتا۔ اگر

کسی وقت پی لیتا ہوں تو مجھے زہر ہو جاتا ہے اور نزلہ بڑھ جاتا ہے۔ فرمایا: خیر پی بھی لو! کاہے کا زکام وکام؟ میں نے ادب سے انکار نہ کیا اور گلاس پی لیا۔ پھر مجھے اس کے بعد کبھی بھی نزلہ نہیں ہوا چاہے جتنا دودھ پیا اور جو وقت چاہا پیا اور اس سے پہلے یہ حالت رہتی تھی کہ اگر قدر قلیل بھی دودھ پی لیتا تھا تو پندرہ پندرہ بیس بیس روز تک نزلہ رہتا تھا اور لکھنے پڑھنے سے بیکار ہو جاتا تھا اور اب دودھ پی لیتا ہوں تو خدا کے فضل اور آپؑ کے پس خوردہ کی تاثیر سے کوئی شکایت نہیں ہوتی۔ یہ حضرت اقدسؑ کے پس خوردہ کی تاثیر تھی جواب تک اس کا اثر ہے۔‘‘

(تذکرۃ المہدی صفحہ 11-10)

ہر تکلیف کا خیال رکھنا

آپ فرماتے ہیں ’’میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان کے اندر ایک طرف معہ اہل وعیال رہتا تھا اور آپ نے وہ جگہ بتلادی تھی اور اس سے اوپر کے چوبارہ میں آپ رہتے تھے۔ دو ماہ بعد سردی کا موسم شروع ہو گیا۔ آپ عصر کے وقت اچانک میری جائے نشست میں رونق افروز ہوئے اور پہلے ہی السلام علیکم فرمایا۔ میں نے جواب وعلیکم السلام عرض کیا۔ فرمایا خیریت ہے اور کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ اگر کوئی تکلیف ہو تو کہہ دینا۔ اگر نہ کہو گے تو تم تکلیف اٹھاؤ گے۔ میں نے عرض کیا کہ جناب کی توجہ اور غریب نوازی سے کوئی بھی تکلیف نہیں ہے اور حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی مہمان آتا تو دریافت فرماتے کہ کسی بات یا کسی شے کی تکلیف نہ اٹھانا اور بے تکلف کہہ دینا۔ زبانی موقع نہ ملے تو رقعہ تحریر کر لینا اور اگر تم نہیں کہو گے تو تم کو آپ تکلیف اٹھانی پڑے گی، ہم تو بڑے بے تکلف ہیں۔ پھر خاکسار سے فرمایا آج سے ہم بھی تمہاری ہمسائیگی میں آ گئے ہیں۔ چونکہ اب سردی کا موسم شروع ہو گیا ہے۔ اوپر کے مکان سے اس نیچے کے مکان میں آ گئے ہیں اور ہماری تمہاری چارپائی برابر برابر رہے گی

صرف ایک دیوار بیچ میں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کی نوازش اور مہربانی ہے۔۔۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے۔ دن بھر سے میرے خفیف سا بائیں مونڈھے سے لیکر نصف صدر میں درد تھا مجھے کچھ چنداں خیال نہ ہوا۔ جب دس بجے تو وہ درد زیادہ بڑھنے لگا میں نے کچھ سینک کی۔ درد کم نہ ہوا زیادہ ہی زیادہ بڑھتا گیا۔ جب بارہ کے قریب رات گئی تو میں درد سے بے چین ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں دیوار سے کمر لگا کر بیٹھا اور درد شدت پکڑتا گیا۔ اسی حالت میں مجھ پر ایک کشفی حالت طاری ہوگئی اور کشف میں میں نے دیکھا کہ پانچ فرشتے میری چارپائی پر میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ ایک فرشتہ نے کہا صاحبزادہ کے درد بہت ہے، دوسرے نے کہا ہاں درد بہت ہے، تیسرے نے کہا اس کا علاج کیا؟ چوتھے نے کہا اس کا علاج یہ ہے کہ ہم سب تقسیم کر لیں۔ پانچویں نے کہا اچھا پھر سب نے باہیں اوپر کی طرف کر کے انگڑائی لی اور مجھے بھی اشارہ سے کہا۔ گویا تم بھی انگڑائی لو میں نے بھی اپنی باہیں اوپر کی طرف کر کے انگڑائی لی اور جس طرح انہوں نے اون (مد کے ساتھ آواز نکالی) میں نے بھی وہی آواز نکالی۔ بس اس میں کوئی آدھا منٹ بھی نہیں لگا اور کشف جاتا رہا اور وہ فرشتے غائب اور درد موقوف ہو گیا لیکن حصہ رسد درد کی کچھ کسک باقی رہ گئی اور آرام ہو گیا۔ میری بیوی جو میرے قریب دوسری چارپائی پر لیٹی پڑی تھی اور سوتی تھی میری آواز سن کر چونکی اور جاگ اٹھی، کہنے لگی درد کا کیا حال ہے اور یہ لمبی آواز کیسے نکالی؟ میں نے یہ سارا ماجرا سنایا پھر میں آرام سے سو گیا، بعد نماز صبح حضرت اقدس پھر میرے مکان میں تشریف لائے۔ دور سے ’’السلام علیکم‘‘ فرمایا اور حسب عادت میری صورت دیکھ کر ہنسنے لگے اور فرمایا کہ کیا حال ہے؟ میں نے کہا رات کو میرے درد تھا اور اس قسم کا واقعہ گزرا۔ فرمایا یہ کشف صحیح ہے۔ ہم بھی اس وقت دیوار سے کمر لگائے بیٹھے تھے اور ہمیں یہ الہام ہوا۔ وہ الہام مجھے یعنی خاکسار کو اس وقت یاد نہیں رہا لیکن وہ الہام الہامات میں درج ہے۔ پھر میں نے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سے اس درد اور کشف اور صحت کا حال اور حضرت

اقدس علیہ السلام کا تشریف لانا وغیرہ بیان کیا۔تب حکیم الامت نے فرمایا کہ بے شک صحبت صالحین میں یہی برکت ہے اور یہی مطلب ہے۔

(تذکرۃ المہدی صفحہ 14-12)

پان لانا

ایک روز کا ذکر ہے کہ قصیدہ اعجاز احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھ رہے تھے اور اس کی کاپی غلام محمد کاتب امرتسری لکھ رہا تھا۔ مجھے بھی بلوالیا اور فرمایا کہ تم کاپی لکھو تا کہ جلدی یہ قصیدہ چھپ جائے اور فرمایا کہ کاپی ہمارے پاس بیٹھ کر لکھو۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔آپ ایسا جلدی قصیدہ تصنیف کرتے تھے اور مجھے دیتے جاتے تھے کہ میں ابھی مضمون ختم نہیں کر سکتا تھا جو آپ اور مضمون دے دیتے تھے۔رات کے گیارہ بج گئے آپ کے لئے کھانا آیا،فرمایا شام سے تو تم یہیں لکھ رہے ہو کھانا نہیں کھایا ہوگا آؤ ہم تم ساتھ کھائیں۔ہمیں تو (دین حق) کی خوبیاں اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل دینے اور ثبوت نبوت محمد ﷺ میں یہاں تک استیلاء اور غلبہ ہے کہ ہمیں نہ کھانا اچھا لگتا ہے، نہ پانی، نہ نیند۔ جب بھوک اور نیند کا سخت غلبہ ہوتا ہے تو ہم کھاتے ہیں یا سوتے ہیں۔ پھر میں نے اور حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک دستر خوان پر کھانا کھایا۔ جب کھانا کھا چکے تو فرمایا یہ دن بڑے ثواب اور جہاد کے ہیں اور اب تو لوگ مخالفت کرتے ہیں لیکن ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ آج کے دن کو یاد کریں گے اور افسوس کریں گے اور پچھتائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ہمیشہ یہی قاعدہ رہا ہے کہ اللہ والوں سے معاصرت (یعنی ہم زمانہ ہونے) کی وجہ سے لوگ مخالفت کیا ہی کرتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔آپ کی بھی مخالفت اس وقت بہت کرتے ہیں۔لوگ مردہ پرست ہیں۔آپ کی وفات کے بعد آپ کی قبر مبارک پر پھول اور مٹھائیاں اور غلاف چڑھائیں گے اور نذر نیاز لائیں گے۔

فرمایا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَاسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ ان دنوں مجھے زکام کی وجہ سے کھانسی ہو رہی تھی۔ بارہ بجے ہوں گے، بار بار کھانسی اٹھتی تھی۔فرمایا آج صاحبزادہ صاحب آپ کو کھانسی ہو رہی ہے کیا سبب ہے؟ میں نے عرض کیا کہ شام سے میں حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوں پان نہیں کھایا۔ مجھے حضور اجازت دیں تو میں گھر سے پان کھا بھی آؤں اور دو چار گلوریاں ساتھ لے آؤں۔فرمایا جاؤ نہیں، لکھے جاؤ کاپی کی ضرورت ہے پریس میں چھاپ رہے ہیں دیر ہو جائے گی۔ میں پان لاتا ہوں۔ یہ فرما کر بالا خانہ سے نیچے کے مکان میں گئے۔ مجھے آپ کے بولنے کی آواز آتی تھی۔فرماتے تھے جلد بتلاؤ محمود کی والدہ کہاں ہیں؟ اتنے میں حضرت محمود صاحب کی والدہ جناب (حضرت اماں جان) آگئیں۔حضور نے فرمایا صاحبزادہ صاحب کاپی لکھ رہے ہیں وہ گھر جائیں گے تو دیر ہو جائے گی آٹھ دس پان معہ مصالحہ لگا کر دو۔تو (حضرت اماں جان) سلمہا اللہ تعالیٰ نے دس پان ثابت لگا کر دیے اور ایک تھالی میں رکھ کر لائے۔ میں نے پان تو منہ میں ڈال لیا الائچی بھی کھالی اور چھالیہ بھی..... پھر فرمایا کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو وہ بھی کہو۔ میں نے عرض کیا کہ روشنی کم ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نیچے مکان میں تشریف لے گئے اور دس بارہ موم بتی لیکر آئے اور فرمایا تم لکھے جاؤ ہم روشن کر دیں گے۔سو حضرت اقدسؑ نے اپنے دست مبارک سے چار بتی یکدم روشن کر دیں اور باقی میرے پاس رکھ دیں اور آپ علیہ السلام قصیدہ لکھنے میں مشغول ہو گئے۔

آرام کا خیال رکھنا

حضرت صاحبزادہ صاحب تحریر فرماتے ہیں ''میرے لئے جو ایک چارپائی حضرت اقدس علیہ السلام نے دے رکھی تھی جب مہمان آتے تو میری چارپائی پر بعض صاحب لیٹ جاتے اور میں مصلے زمین پر بچھا کر لیٹ جاتا اور جو میں بستر چارپائی پر بچھا لیتا تو بعض مہمان اسی چارپائی بستر شدہ پر لیٹ جاتے۔ میرے دل میں ذرہ بھر بھی رنج یا ملال نہ ہوتا اور میں سمجھتا کہ یہ مہمان

ہیں اور ہم یہاں کے رہنے والے ہیں اور بعض صاحب میرا بستر چارپائی کے نیچے زمین پر پھینک دیتے اور آپ اپنا بستر بچھا کر لیٹ جاتے۔ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا، حضرت اقدس علیہ السلام کو ایک عورت نے خبر دیدی کہ حضرت! پیر صاحب زمین میں لیٹے پڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا چارپائی کہاں گئی؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ آپ فوراً باہر تشریف لائے اور گول کمرہ کے سامنے مجھے بلایا کہ زمین میں کیوں لیٹ رہے ہو؟ برسات کا موسم ہے اور سانپ بچھو کا خطرہ ہے۔ میں نے سب حال عرض کیا کہ ایسا ہوتا ہے اور میں کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ آخر ان لوگوں کی تواضع اور خاطر و مدارت ہمارے ذمہ ہے یہ سن کر آپ علیہ السلام اندر گئے اور ایک چارپائی میرے لئے بھجوا دی۔ ایک دو روز تو وہ چارپائی میرے پاس رہی آخر پھر ایسا ہی معاملہ ہونے لگا جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ پھر کسی نے آپ سے کہہ دیا پھر آپ نے اور چارپائی بھجوادی۔ پھر ایک روز کے بعد وہی معاملہ پیش آیا پھر آپ کو کسی نے اطلاع دی اور صبح کی نماز کے بعد مجھ سے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب بات تو یہی ہے کہ تم کرتے ہو اور ہمارے احباب کو ایسا ہی کرنا چاہئے لیکن تم ایک کام کرو ہم ایک زنجیر لگا دیتے ہیں، چارپائی میں زنجیر باندھ کر چھت میں لٹکا دیا کرو۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم یہ سن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ ایسے بھی استاد آتے ہیں جو اسکو بھی اتار لیں گے پھر آپ بھی ہنسنے لگے۔'' (الحکم قادیان 28،21 مئی 1924ء صفحہ 5)

حضرت پیر صاحب کو گلے لگانا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ آپ بہت شاذونادر ہی کسی کو گلے لگایا کرتے تھے وگرنہ اکثر مصافحہ ہی فرماتے تھے۔ حضرت پیر صاحب کی یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے کہ جب دہلی سے حضور اقدس علیہ السلام واپس جانے لگے تو آپ نے پیر صاحب کو گلے لگایا اور محبت بھرے کلمات فرمائے۔ چنانچہ حضرت پیر صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''مباحثہ کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام نے چلنے کی تیاری کی اور بگھیاں منگوائیں اور

اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ سوار ہوتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام نے خلاف عادت مجھے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اب تم جاؤ پھر جلدی قادیان آنا۔ ہمارا جی نہیں چاہتا کہ تم کو چھوڑ کر ہم چلے جائیں۔ اللہ کے حوالے۔ فی امانِ اللہ۔'' (تذکرۃ المہدی صفحہ 260-259)

امامت کروانا

ایک اور بات جس سے حضور اقدس علیہ السلام کی پیر صاحب سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ السلام بعض دفعہ پیر صاحب سے امامت بھی کروایا کرتے تھے اور پیر صاحب کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ نے متعدد بار حضور اقدس علیہ السلام کی موجودگی میں امامت کروائی اور حضور اقدس علیہ السلام نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ چنانچہ آپ بیان فرماتے ہیں:

''آپ علیہ السلام کے ہاں لوگوں کی آمد و رفت بہت کم تھی۔ یہاں تک بعض دو دو چار چار یا دس دس کوس کے آدمی بھی آپ سے کم واقفیت رکھتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اس وقت دو چار نمازی آپ علیہ السلام کے ساتھ ہوتے تھے۔ اکثر حضرت اقدس علیہ السلام نماز پڑھایا کرتے تھے اور کبھی میں ایک ہی مقتدی ہوتا تھا اور آپ علیہ السلام امام اور کبھی میں امام اور آپ علیہ السلام مقتدی۔'' (الحکم 30 اپریل 1902ء صفحہ 9)

تصانیف میں ذکر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازراہ شفقت اپنی تصانیف میں بھی بعض جگہ حضرت پیر صاحب کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''ازالہ اوہام'' کے صفحہ 434 پر پیر صاحب کا نہایت محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرمایا۔ اس کے علاوہ ''تحفہ قیصریہ'' میں حضور اقدس علیہ السلام نے دونشانوں کے گواہ کے طور پر صفحہ 352 اور 354 پر پیر صاحب کا ذکر فرمایا، ضمیمہ انجام آتھم میں اپنے مریدوں کی فہرست میں حضور اقدس علیہ السلام

نے آپ کا نام 24ویں نمبر پر درج کیا (انجام آتھم روحانی خزائن جلدنمبر 11 صفحہ 313 (بقیہ حاشیہ) اور آئینہ کمالات اسلام میں 1892ء کے جلسہ سالانہ کا چندہ دینے والے احباب کی فہرست میں آپ کا نام 267ویں نمبر پر ہے۔ (روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 626)

نورالحق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک تصنیف مبارک نورالحق کا نام بھی حضرت پیر صاحب کے نام پر رکھا تھا۔حضرت پیر صاحب بیان فرماتے ہیں:

''پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کتاب کا جواب لکھنا شروع کیا۔جب دو صفحے کتاب کے لکھے تو باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ'' صاحبزادہ صاحب ہم نے اس کتاب کا نام تمہارے نام پر نورالحق رکھ دیا ہے۔'' (تذکرۃ المہدی صفحہ 48)

حساب دوستاں در دل

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2003 میں حضرت پیر صاحب کی ایک روایت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''حضرت پیر سراج الحق صاحب فرماتے ہیں کہ میں دارالامان سے بٹالہ کسی کام کو گیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت طلب کی اور آپ علیہ السلام نے 20 روپے دیئے کہ 20 روپے کا سودہ لیتے آنا۔میں نے تمام سودہ خریدا، شاید 2 روپے بچ گئے۔جب قادیان آیا اور آپ علیہ السلام کو وہ سودہ دیا کہ جو آپ نے منگایا تھا، ساتھ دو روپے بھی دئے۔فرمایا یہ کیسے ہیں؟ میں نے کہا یہ تو بچ گئے تھے۔فرمایا حساب نہ دو'' حساب دوستاں در دل'' دوستوں کا حساب تو دل میں ہوا کرتا ہے۔اور نہ یہ ہمارا کام ہے۔''

اس کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اب لوگ اس سے غلط نتیجہ نہ نکال لیں۔حساب دیں تو پورا دینا چاہیے۔یہ حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کا خاص احسان اور شفقت کا تعلق تھا جو آپ علیہ السلام نے فرمایا حساب نہ دو۔''

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرمودہ 7 مارچ 2003)

حضرت پیر صاحب کی حضور اقدس علیہ السلام سے محبت

حضرت پیر صاحب جوانی کی عمر سے اس تلاش میں تھے کہ کب امام وقت مبعوث ہوں اور ان کی بیعت کرنے اور صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہو۔جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی تضرعات کو سن لیا اور آپ کو اس امام موعود علیہ السلام کی بیعت کی توفیق عطا فرمائی تو آپ نے بھی اپنی زندگی اس امام وقت کے لئے وقف کردی اور محبت کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔

حضرت پیر صاحب ان چند احباب میں سے ہیں جو دعویٰ سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور پروانوں کی طرح آپ کے گرد رہتے تھے۔

حضرت پیر صاحب کو جسم دبانے کا بہت اچھا طریقہ آتا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بہت پسند تھا اور آپ اکثر پیر صاحب سے دبوایا کرتے تھے۔اسی طرح ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرِ مبارک میں بہت درد ہوا تو آپ نے پیر صاحب کو فرمایا کہ تیل لگا کر ہماری پنڈلیوں کی مالش کرو۔سو آپ ایک اور رفیق کے ساتھ حضرت اقدس علیہ السلام کی پنڈلیوں کی مالش کرنے لگے۔ (تذکرۃ المہدی صفحہ 52)

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ یہی چاہتے تھے کہ ہر وقت حضور کی خدمت میں رہیں اور آپ علیہ السلام کی خدمت کرتے رہیں۔جب آپ کو کہیں جانا پڑتا تو حضور اقدس علیہ السلام سے اجازت لئے بغیر نہ جاتے اور اگر اجازت نہ ملتی تو نہ جاتے خواہ دنیا اِدھر کی اُدھر ہوجائے۔اسی طرح ایک دفعہ حضرت پیر صاحب کو ایک مقدمہ درپیش آیا۔آپ نے اس سلسلہ میں بھی خود کوئی فیصلہ نہ کیا بلکہ حضور سے مشورہ کیا اور حضرت اقدس علیہ السلام سے ہی اجازت طلب کی۔

حضرت پیر صاحب کی حضور اقدس علیہ السلام سے محبت کا ایک یہ بھی انداز تھا کہ آپ نے

بعض دفعہ حضور اقدس علیہ السلام کو تحفے بھی پیش کیے اور حضور اقدس علیہ السلام نے بہت پسند فرمایا۔ چنانچہ حضور اقدس علیہ السلام اپنے ایک خط میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مکرمی مخدومی اخویم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ نیز یک دستار ہدیہ آں مخدوم پہنچا۔ حقیقت میں یہ عمامہ نہایت عمدہ خوبصورت ہے جو آپ کی دلی محبت کا جوش اس سے مترشح ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ (آمین) اور اب یہ عاجز شاید ہفتہ عشرہ تک اس جگہ ٹھہرے گا زیادہ نہیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ،

از ہوشیار پور 9 مارچ 1886ء

(مکتوبات احمد جلد 5 مکتوب نمبر 5 صفحہ 85)

حضرت پیر صاحب نے حضور علیہ السلام سے اپنی محبت کا اظہار شعروں کی صورت میں بھی کیا ہے اور آپ بعض دفعہ حضور اقدس علیہ السلام کو نظم بھی سنایا کرتے تھے۔ حضور اقدس علیہ السلام کو حضرت پیر صاحب کی آواز بہت پسند تھی۔ چنانچہ آپ بیان فرماتے ہیں:

''حضرت اقدس علیہ السلام بھی کبھی بیمار ہو جاتے تھے یا لکھتے لکھتے تھک جاتے تو فرماتے کہ صاحبزادہ صاحب کو بلاؤ ان سے کوئی غزل سنیں گے اور میں سنا دیتا تو آپ کو تکلیف میں تسکین ہو جاتی۔ ایک روز فرمانے لگے کہ صاحبزادہ صاحب کوئی غزل سناؤ کہ تمہاری آواز بہت پیاری معلوم ہوتی ہے.....

ایک روز جہاں چھاپہ خانہ ضیاء الاسلام ہے وہاں رہتا تھا اور میرے گھر کے آدمی سرساوہ گئے ہوئے تھے۔ صرف میں اکیلا تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے سر میں درد شدت سے تھا، وہاں حضرت اقدس علیہ السلام میرے پاس آ کر لیٹ گئے اور فرمایا ہماری پنڈلیاں دباؤ۔ میں دبانے لگا۔ پھر فرمایا صاحبزادہ صاحب کوئی غزل پڑھو۔ میں نے یہ غزل نظیر کی خوش الحانی سے سنائی:

غزل

کیا کہیں دنیا میں ہم انسان یا حیوان تھے
خاک تھے کیا تھے غرض اک آن کے مہمان تھے
غیر کی چیزیں دبا رکھنی بڑی سمجھے تھے عقل
چھین لی جب اس نے تب جانا کہ ہم نادان تھے
ایک دن ایک استخواں پر پڑ گیا جو میرا پیر
کیا کہوں اس دم مجھے غفلت میں کیا کیا دھیان تھے
پیر پڑتے ہی غرض اس استخواں نے آہ کی
اور کہا ہم بھی کبھی دنیا میں صاحب جان تھے
دست و پا کام و زباں گردن شکم پشت و کمر
دیکھنے کو آنکھیں اور سننے کی خاطر کان تھے
رات کے سونے کو کیا کیا نرم و نازک تھے پلنگ
بیٹھنے کو دن کے کیا کیا تخت اور ایوان تھے
لگ رہے تھے دل کئی چنچل پری زادوں کے ساتھ
کچھ نکالی تھی ہوس کچھ اور بھی ارمان تھے
ایک ہی تھپڑ اجل نے آن کر ایسا دیا
پھر نہ ہم تھے اور نہ وہ سب عیش کے سامان تھے
ایسی بیدردی سے مجھ پر پاؤں مت رکھو نظیر
او میاں ہم بھی کبھی تیری طرح انسان تھے

(تذکرۃ المہدی صفحہ 176-175)

سعادتیں

پیر صاحب کو اللہ کے فضل سے یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ قادیان کا نام قادیان دارالامان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پیر صاحب کے مشورہ سے رکھا۔اور اسی طرح جب جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کوئی خاص نام نہ تھا اور مردم شماری کے لئے لوگوں کے کئی خطوط آرہے تھے کہ ہم اپنے آپ کو کیا لکھوائیں؟ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رفقاء سے مشورہ لیا تو حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے احمدی نام کی تجویز دی۔جس کو حضور علیہ السلام نے ازراہِ شفقت منظور فرمالیا۔

خدمات

حضرت پیر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے ہی اپنی زندگی کو سلسلہ کی خدمات کے لئے گویا وقف کر رکھا تھا۔آپ کسی بھی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ آپ کی ساری زندگی دراصل سلسلہ کی خدمات میں گزر گئی۔ یہاں تک کہ زندگی کے آخری ایام میں بڑھاپے اور ضعف کی حالت میں بھی، جبکہ آپ کسی سے ہاتھ بھی نہ ملا سکتے تھے مبادا کوئی ذرا سا بھی دبا لے اور درد ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی تصنیف مبارک ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

”حِبّی فی اللہ صاحبزادہ سراج الحق صاحب ابو اللمعان محمد سراج الحق جمالی نعمانی ابن شاہ حبیب الرحمٰن ساکن سرساوہ ضلع سہارنپور از اولاد قطب الاقطاب شیخ جمال الدین احمد ہانسوی اکابر مخلصین میں سے ہیں۔صاف باطن، یک رنگ اور للّٰہی کاموں میں جوش رکھنے والے اور اعلائے کلمہ حق کے لئے بدل و جان ساعی و سرگرم ہیں۔“

(روحانی خزائن جلد3 ازالہ اوہام صفحہ 534)

پرائیویٹ سیکرٹری

حضرت صاحبزادہ صاحب کافی عرصہ تک حضور اقدس علیہ السلام کے ساتھ پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ان خدمات میں خطوط لکھنا اور ان کو روانہ کرنا، کتب کے سلسلہ میں ہر قسم کا اہتمام کرنا فہرست ورجسٹر مبائعین و نو مبائعین تیار کرنا وغیرہ شامل تھے۔

قلمی خدمات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کے بعد ایک دفعہ پھر روحانی جہاد کا آغاز ہوا اور یہ قلم کا جہاد تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جا بجا اپنے خطابات اور وعظوں میں اپنے رفقاء کو اس طرف توجہ دلائی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات پر لبیک کہتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی اعلائے کلمۃ اللہ اور مخالفین کے ردّ میں کتب لکھیں اور اس میدان میں بھی پیچھے نہ رہے۔آپ نے مختلف عناوین پر کم وبیش 9 کتب تحریر فرمائیں۔

خلافت کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری

حضرت پیر صاحب نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی کامل فرمانبرداری اور سچی اطاعت کا نمونہ دکھایا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی آپ علیہ السلام کے خلفاء سے تاحیات کامل فرمانبرداری اور سچی اطاعت کے رشتہ سے منسلک رہے۔اور اپنی زندگی کے آخری ایام تک خدمت دین میں ہمہ تن مصروف رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ساتھ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ بہت محبت اور شفقت کا

تعلق تھا۔حضرت پیر صاحب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا بہت ادب واحترام کرتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے اور اسباق حاصل کرنے کا شرف بھی حاصل ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت پیر صاحب کو خصوصیت سے توجہ دلائی تھی۔

حضرت پیر صاحب اپنی کتاب ''تذکرۃ المہدی'' میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا مقام اور اپنا ان سے تعلق بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''مجھے خلیفۃ المسیح کی بارگاہ میں کئی قسم کا شرف حاصل ہے۔ایک تو یہ کہ آپ ہمارے مرشدوں کی اولاد سے ہیں اور دوسرا اس سے زیادہ شرف یہ کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود امام زمان عالی جناب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم القیامہ کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔اور ایک یہ شرف کہ حضرت اقدس علیہ السلام مجھے بار بار فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی تفسیر قرآن آسمانی تفسیر ہے۔صاحبزادہ صاحب ان سے قرآن پڑھا کرو اور ان کے درس میں بہت بیٹھا کرو اور سنا کرو۔اگر تم نے دو تین سیپارے بھی حضرت مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کرنے کا ملکہ ہو جاوے گا۔یہ بات مجھ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے شاید پچاس مرتبہ کہی ہوگی اور درحقیقت مَیں اسرار قرآنی اور تفسیر کلام رحمانی سے ناآشنا اور ناواقف تھا۔

پس میں حضرت اقدس علیہ السلام کے فرمانے سے درس میں بیٹھنے لگا اور قرآن شریف سننے لگا اور پھر ایک لطف ایسا آنے لگا کہ جس کا بیان میری خیز تحریر سے باہر ہے اور آپ کی ہی برکت سے مجھے قرآن شریف کی تفہیم ہوتی گئی (یعنی سمجھ آتی گئی) اور خود حضرت اقدس علیہ السلام بھی مجھے پڑھایا کرتے تھے اور مطالب قرآن شریف سمجھایا کرتے تھے۔

اور ایک شرف مجھے آپ سے یہ ہے کہ میں نے بخاری شریف کا کچھ حصہ آپ سے پڑھا

ہے اور تھوڑے سے حصہ میں حضرت میر ناصر نواب صاحب.... بھی میرے شریک اور ہم سبق رہے۔درحقیقت قرآن شریف اور بخاری شریف کے سمجھنے کا حق بعد حضرت اقدس علیہ السلام نورالدین ہی کا ہے جس کا نام ہی نوردین ہو وہ نور قرآن سے حصہ نہ لے تو اور کون لے! حضرت خلیفۃ المسیح کو قرآن شریف کا یہاں تک عشق ومحبت ہے کہ کوئی وقت آپ کا قرآن شریف سے خالی نہیں ہے اور اندر زنانہ مکان میں جابجا قرآن شریف رکھے ہوئے ہیں تا کہ دیکھنے میں دیر نہ لگے اور سستی وکسل بر پا نہ ہو۔جہاں ہوں وہیں قرآن شریف دیکھ لیں۔ایک دفعہ آپ فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ جو مجھے بہشت میں اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں اور طلب کروں تا کہ حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں، پڑھاؤں، سناؤں۔'' (تذکرۃ المہدی صفحہ 174)

حضرت مصلح موعود کے ساتھ

حضرت مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی سے حضرت صاحبزادہ صاحب بچپن سے ہی بہت محبت کرتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح اشاروں سے آپ کو بھی یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ یہی وہ موعود بچہ ہے جس کی پیشگوئی کی گئی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت پیر صاحب کو اس بات کی نصیحت کی تھی اور ایک رنگ میں بشارت دی تھی کہ جب میرا بیٹا مصلح موعود ہوگا تو اس کی پیروی کرنا۔اس واقعہ کو حضرت پیر صاحب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''(حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے) مولوی عبدالکریم صاحب سے بہت تفصیلی باتیں کیں اور بہت سے واقعات جو آپ کے بعد ہونے والے تھے وہ بیان کر رہے تھے جو میں بھی پہنچ گیا اور سلسلہ کلام جاری رہا۔فرمایا: خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ

پڑے گا اور فتنہ انداز اور ہوا وہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹا دے گا۔ باقی جو کٹنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں وہ کٹ جائیں گے اور دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا وہ اول الحشر ہوگا۔ اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت وخون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب (خاکسار راقم کو فرمایا) اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی۔ اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا۔ یہ ایک بہت بڑا نشان پسر موعود کی شناخت کا ہے۔

مولوی صاحب موصوف مرحوم نے باہر نکل کر حضرت اقدس علیہ السلام کی اس بات کو دہرایا اور مجھے فرمایا پیر صاحب تم کو مبارک ہو۔ میں نے کہا کیسی مبارک باد؟ فرمایا تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان نہیں سنا کہ خاص تم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اس ولد موعود کو پہچان لینا مجھے نہیں فرمایا۔ وہ ہنگامہ محشر تم دیکھو گے اور موعود کو بھی۔ سو الحمدللہ وہ ہنگامہ محشر اور پسر موعود میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور مولود مسعود کو پہچانا۔'' (تذکرۃ المہدی صفحہ 274)

حضرت صاحبزادہ صاحب نے نہ صرف مولود مسعود کو پہچانا بلکہ سچے دل سے اس کی پیروی اور اتباع کی توفیق بھی پائی۔ چنانچہ حضرت پیر صاحب کے بارے میں حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں:

''اسی طرح پیر سراج الحق صاحب نعمانی ہیں جو نہ صرف یہ کہ شروع کی بیعت کرنے والے ہیں بلکہ انہوں نے وقتاً فوقتاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لمبی صحبت بھی حاصل کی ہے۔''

(آئینہ صداقت انوار العلوم جلد 6 صفحہ 167)

دراصل حضور یہاں ان اکابر رفقاء کرام کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں جنہوں نے حضور کی بیعت کی۔ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت اور حضرت پیر صاحب کی اطاعت وفرمانبرداری اور خلوص کا اندازہ ہوتا ہے۔

مجالس مشاورت میں شرکت

حضرت پیر صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دور میں مجالس مشاورت میں بھی نمائندۂ خاص کے طور پر شرکت فرماتے رہے۔ چنانچہ 1922ء اور 1923ء کی مجلس مشاورت کی رپورٹس میں مرکزی نمائندگان کی فہرست میں آپ کا نام ملتا ہے۔

حضرت مصلح موعود کی شفقت

حضرت مصلح موعود کو بھی حضرت پیر صاحب سے بڑا پیار تھا۔ حضرت پیر صاحب کی نماز جنازہ بھی آپ نے خود پڑھائی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی وفات کے بعد بھی حضرت مصلح موعود نے حضرت پیر صاحب کے خاندان کی ضرورتوں کا خیال رکھا اور حضرت پیر صاحب کی اہلیہ کے لئے وظیفہ بھی مقرر کیا ہوا تھا۔ بعض دفعہ حضور اپنے پاس سے بھی مدد فرما دیا کرتے تھے۔

آخری ایام

حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی اپنی زندگی کے آخری دنوں میں بھی خدمت دین میں مصروف رہے۔ آپ سارا دن گھر میں بیٹھ کر علمی کام میں مصروف رہتے تھے اور گھر سے باہر نہ نکلتے تھے۔ اس کی ایک وجہ تو کام میں مصروفیت تھی اور دوسری وجہ یہ کہ آپ انتہائی کمزور ہو چکے تھے یہاں تک کہ آپ لوگوں سے ہاتھ بھی نہ ملاتے تھے کیونکہ لوگ زور سے ہاتھ ملاتے تھے اور آپ کو درد ہوتا تھا۔

تاریخ وفات

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے اپنی زندگی کے اسّی سال پورے کئے اور 3 جنوری 1935ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت مصلح موعود نے پڑھائی۔

اخبار الحکم میں آپ کی وفات کی خبر درج ذیل الفاظ میں شائع ہوئی۔

''یہ خبر نہایت رنج اور افسوس سے پڑھی جائے گی کہ حضرت پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سرساوی جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خدام میں سے تھے اور جنہوں نے سلسلہ کے قبول کرنے کے ساتھ سلسلہ پیری مریدی پر لات ماردی تھی، 3 جنوری کو ظہر کی نماز کے وقت انتقال فرما گئے۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

4 جنوری کو بعد نماز جمعہ حضرت اقدسؑ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔''

(الحکم 14 جنوری 1935ء صفحہ 11)

پسماندگان

آپ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ کے علاوہ ایک کم سن بچی بھی تھیں جن کا نام محمودہ ناہید ہے اور آپ خاکسار (مصنف) کی دادی صاحبہ ہیں اور بفضل اللہ تعالیٰ حیات ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں کم سنی کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔

آپ کی وفات کے بعد جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے حضرت مصلح موعود اور حضرت اماں جان نے آپ کے خاندان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ حضرت پیر صاحب کی صاحبزادی صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ وہ ہر وقت حضرت اماں جان کے پاس رہتیں اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتیں۔ حضرت اماں جان کیساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتیں اور آپ کے پس خوردہ سے کئی دفعہ برکت

حاصل کرنے کی توفیق بھی ملی۔

(روایات از صاحبزادی صاحبہ پیر صاحب)

آپ کی صاحبزادی صاحبہ نے ابتدائی تعلیم قادیان سے ہی حاصل کی۔ آٹھ جماعتوں کے بعد ربوہ آ گئیں اور میٹرک نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ سے کیا۔ آپکی شادی حضرت صوفی سید تصور حسین صاحب کے صاحبزادہ سید احمد شاہ صاحب سے ہوئی جو اس وقت مربی کے طور پر خدمات سلسلہ سرانجام دے رہے تھے۔

1929ء میں آپ مع اپنے خاندان راولپنڈی منتقل ہو گئیں۔ یہاں آپ نے لیڈی ہیلتھ وِزِٹر (lady health visitor) کا کورس کیا اور ساتھ ہی پریکٹس شروع کر دی۔ آپ آج کل راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا اور آپ کی تمام اولاد کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے علم و ہنر کی دولت سے بہرہ ور فرمایا۔

یہ تمام برکات دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت صحبت اور ان دعاؤں کا نتیجہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت پیر صاحب کے بیٹے کی وفات پر کیں کہ اللہ تعالیٰ بہترین نعم البدل عطا فرمائے اور ایک کی جگہ دس بیٹے عطا فرمائے۔ خاکسار کے خیال میں دس سے حضور اقدس علیہ السلام کا کثرت اولاد کی طرف اشارہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر صاحب کے حق میں قبول فرمایا۔

عمدہ فطرت

حضرت پیر صاحب نہایت خوش مزاج انسان تھے۔ آپ اعلیٰ اور نفیس طبیعت کے مالک تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی طبیعت کو بہت پسند فرماتے تھے اور تعریف فرمایا کرتے تھے۔ اپنے ایک مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحبزادہ صاحب کو فرماتے ہیں:

''آپ کی فطرت بہت عمدہ ہے...'' (مکتوبات احمد جلد 5 مکتوب 5)

ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے آپ بیان فرماتے ہیں کہ فرمایا:

’’صاحبزادہ صاحب تمہارے اس بیان سے اور ان عادات سے جو ہمیں ہر روز مشاہدہ ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم میں نرمی بہت ہے اور کبھی غصہ نہیں آتا ہے اور بردباری بہت ہے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ غضب بھی خطرناک ہوتا ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت سچ ہے اول تو مجھ کو غصہ آتا نہیں اور جو آتا ہے تو پھر اس کا جانا محال۔ فرمایا حدیث میں بھی آیا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِيْمِ ‘‘

(تذکرۃ المہدی صفحہ ۴)

مزاح

حضرت پیر صاحب جہاں بعض مواقع پر اپنے غصہ کا اظہار فرماتے تھے تو وہاں بعض مواقع پر نہایت لطیف مزاح بھی آپ کی طبیعت میں پایا جاتا تھا۔ بعض دفعہ حضرت پیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بعض دلچسپ حکایات و لطائف سنایا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ کا ذکر ہے:

قادیان کی (بیت الذکر) میں ایک ایسا شخص جو پہلے (بیت الذکر) میں نہ آیا تھا اچانک (بیت الذکر) میں دیکھا گیا۔ اس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے دریافت فرمایا کہ تم (بیت الذکر) میں کس طرح آ گئے؟ تم نماز تو پڑھتے نہیں ہو۔ اس پر حضرت پیر صاحب نے فرمایا:

’’اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک (آدمی) کا گھوڑا چھوٹ کر (بیت الذکر) میں گھس گیا۔ لوگوں نے اس کو دھمکایا اور کہا کہ (آدمی) تیرے گھوڑے نے (بیت الذکر) کی بے ادبی کی۔ (آدمی) نے جواب دیا کہ جناب گھوڑا حیوان تھا اس نے (بیت الذکر) کی بے ادبی کی اور (بیت الذکر) میں گھس گیا۔ کبھی مجھے بھی دیکھا کہ میں نے کبھی (بیت الذکر) کی بے ادبی کی ہو، اور مجھے کبھی (بیت الذکر) میں گھستے اور بے ادبی کرتے دیکھا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہنسنے لگے اور فرمایا اس شخص پر یہ مثال خوب صادق آتی ہے۔ بے شک یہ آج بھولے سے (بیت الذکر) میں آ گیا ہے۔ وہ شخص ایسا خفیف اور شرمندہ ہوا کہ اسی روز سے نماز پڑھنے لگا۔‘‘ (تذکرۃ المہدی صفحہ 179)

اہل و عیال سے سلوک

جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ حضور ﷺ کے اس فرمان کے تحت حضرت پیر صاحب کا بھی اپنے گھر والوں، خاص کر اپنی اہلیہ سے بہت ہی محبت والا سلوک تھا۔ حضرت پیر صاحب گھر کے کام کاج اکثر خود کیا کرتے تھے۔ آپ خود ہی گھر میں جھاڑو دے دیا کرتے تھے اور خود ہی برتن بھی دھو لیتے تھے۔

دوسری اہلیہ چونکہ بہت چھوٹی تھیں اس لئے بعض دفعہ کھانا بنانا بھول جاتیں تھیں لیکن صاحبزادہ صاحب کا رویہ ان سے بہت ہی اچھا ہوتا تھا۔ جب کبھی بھی ایسا ہوا کہ کھانا بنانا بھول گئیں تو رونے لگ جاتیں، اس پر پیر صاحب ان کو تسلی دیتے اور فرماتے ’’میں نے بند لا کر کھا لیا ہے اگر تمہیں بھوک لگی ہے تو لا دیتا ہوں۔‘‘ (روایات صاحبزادی صاحبہ حضرت پیر صاحب)

زہد و تقویٰ

آپ کے دل میں بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کی بری عادتوں اور بری روایات کے متعلق نفرت رکھی ہوئی تھی اور آپ ہمیشہ ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ کو بچپن سے ہی روحانی ماحول میسر تھا اور طبیعت بھی نیکی کی طرف مائل تھی۔

نماز میں حضور قلب کی طلب

حضرت پیر صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے سے پہلے کئی قسم

کے وظائف کیا کرتے تھے لیکن آپ کو اطمینان نصیب نہ ہوتا تھا۔ بیعت کرنے کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ کوئی وظیفہ وغیرہ ارشاد فرمائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاحبزادہ صاحب کی نیک طبیعت کو دیکھتے ہوئے آپ کو چند وظائف کرنے کا ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

اب تم بعد نماز کے دس بار درود شریف اور دس بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ اور اکتیس بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھا کرو اور جو کسی وقت اکتیس مرتبہ لاحول نہ ہو سکے تو اکیس بار اور جو اکیس بار نہ ہو سکے تو گیارہ بار ضرور پڑھ لینا۔

اسی طرح فرمایا کہ جتنی دیر وظیفہ میں لگے وہ نماز میں خرچ کرو نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بکثرت پڑھو اور رکوع اور سجدے میں بعد تسبیح یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ زیادہ پڑھو اور اپنی زبان میں نماز کے اندر دعائیں کرو۔

اسی طرح نماز میں حضور قلب حاصل کرنے کے لئے بھی پیر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا اور آپ علیہ السلام نے پیر صاحب کو نماز میں حضور قلب کا طریقہ ارشاد فرمایا کہ

”جس قدر دیر لگے اتنی دیر نماز میں لگاؤ اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ زیادہ پڑھو اور اس قدر پڑھو کہ ہاتھ پیر اور تمام بدن دکھ جاوے۔ “

(تذکرۃ المہدی صفحہ 150)

اللہ تعالیٰ سے محبت

حضرت پیر صاحب ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی طلب میں لگے رہتے تھے۔ اس کا کچھ حد تک اندازہ تو اوپر کے بیان سے بھی ہوتا ہے لیکن ذیل میں ایک ایسا واقعہ درج کیا جاتا ہے جو اپنی ذات میں نہایت حیرت انگیز ہے اور حضرت پیر صاحب کی قوت ارادی کی پختگی پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پابرہنہ (ننگے پاؤں) شخص خدا کو دیکھ لیتا ہے۔

حضرت پیر صاحب نے جب حضور اقدس علیہ السلام کی یہ بات سنی تو آپ نے بھی یہ فیصلہ کر لیا کہ جوتا نہیں پہنیں گے۔ چنانچہ جب آپ کو ایک سال ننگے پاؤں رہتے گزر گیا تو ایک روز آپ صبح کی نماز سے پہلے درود شریف پڑھ رہے تھے کہ دو شخص خوبصورت جوان موٹے تازے لمبے قد کے سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور آپ کو ایک ایسی جگہ لے گئے جو بہت خوبصورت تھی اور روشنی ہی روشنی تھی۔ آپ کے دل میں یہ خیال آیا کے یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے۔ آپ اور وہ دونوں فرشتے وہاں کھڑے رہے اور اندر سے آواز آئی کہ کہو اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پھر فرمایا توحید کو میری قائم کرو توحید مجھے محبوب ہے۔

(تذکرۃ المہدی صفحہ 289)

روایات

حضرت صاحبزادہ سراج الحق نعمانی صاحب سے بعض بہت دلچسپ روایات ملتی ہیں۔

حضرت اقدسؑ کی بعض صفات کا بیان

حضرت صاحبزادہ صاحب بیان فرماتے ہیں:

”حضرت اقدس علیہ السلام سے جو عرض کرتا کہ میں نے نظم لکھی ہے وہ سنانی چاہتا ہوں، خواہ وہ پنجابی زبان میں ہو خواہ فارسی میں خواہ عربی میں، آپ علیہ السلام بے تکلف فرماتے کہ اچھا سناؤ اور آپ شوق سے سنتے خواہ وہ کیسی ژولیدہ طور (بے ترتیب) سے ہوتی۔ کسی کا دل نہیں توڑتے اور جزاک اللہ فرماتے۔ لیکن میں نے خوب غور سے دیکھا کہ آپ کے جسم یا کسی عضو کو غزل، قصیدہ، نظم سننے کے وقت کسی قسم کی حرکت نہ ہوتی تھی اور آپ چپ چاپ بیٹھے سنا کرتے

تھےاور بات چیت کرتے وقت یا وعظ کے وقت کبھی آپ کا عضو حرکت نہ کرتا تھا۔ نہ آنکھ نہ رخسار نہ ہاتھ۔ جیسے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ باتیں کرتے وقت ہاتھوں سے آنکھوں سے چہروں سے حرکت کیا کرتے ہیں اور جسم کی بوٹی بوٹی پھڑکا کرتی ہے اور جو اس طرح سے بات کرتا آپ ناپسند کیا کرتے تھے۔ مولوی عبداللہ مجتہد لودھیانوی پر خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہو وہ کہا کرتے تھے کہ تم صاحبزادہ صاحب غور کر کے دیکھنا اور میں نے تو خوب غور کیا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام باتیں کرتے ہیں اور ہنستے ہنساتے ہیں اور باتیں لوگوں کی سنتے ہیں اور لوگوں میں بیٹھتے ہیں لیکن آپ کے چہرہ اور بشرہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی کے انتظار میں بیٹھے ہیں اور وہ آیا اور کھڑے ہوئے۔ گویا جیسے کسی عاشق کو اپنے معشوق کا انتظار ہوتا ہے۔ سو واقعہ میں یہی حالت حضرت اقدس علیہ السلام کی دیکھی کہ حضرت رب العزت سے وہ لو لگ رہی تھی اور آپ ذات باری تعالیٰ میں ایسے محوو مستغرق معلوم ہوتے تھے کہ کسی چیز کی کوئی پرواہ نہیں تھی اور ذات احدیت میں فنا ہیں۔''

(تذکرۃ المہدی صفحہ 178)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دودھ خریدنا

''ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو بکریوں سے میدان بھرپور تھا اور دودھ اس قدر فروخت ہوتا تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور وہ خریداری میں اس قدر مصروف و مستغرق تھے کہ حضرت علیہ السلام کی تشریف آوری کی بھی کسی کو خبر نہ ہوئی۔ ادھر تو حضرت کے ساتھ پچاس ساٹھ آدمی ادھر خریدار جمع ہو کر عجیب وغریب نظارہ پیدا ہوا۔ حضرت کو بھی آگے چلنے کی جگہ نہ ملی۔ فرمایا یہ کیا ہے میں نے اور ایک اور بھائی نے عرض کیا کہ حضرت بکریاں آئی ہیں ہمارے بھائی سب دودھ خرید رہے ہیں۔ فرمایا ہاں خریدو اور ہمیں خریداری میں ساتھ ملا لو کہ ہم بھی تمہارے شریک ہو جاویں۔ اچھا دو پیسے

کا دودھ ہمیں بھی لے دو۔ سبحان اللہ امام ہو تو ایسا ہو۔ کیسا شفیق و رفیق اور کیسا رحیم و کریم انسان کہ آپ بھی ہماری اپنی شفقت سے ہمراہ رہنا چاہتے ہیں۔''

(الحکم قادیان 30 اپریل 1902ء صفحہ 10)

تتمہ

حضرت پیر سراج الحق نعمانی جمالی کی زندگی کا مطالعہ بتاتا ہے کہ حضرت پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ساری زندگی اس بات کی توفیق عطا فرمائی کے آپ نیکیوں اور اعمال صالحہ میں آگے سے آگے بڑھتے رہیں۔

آپ کی راہ میں کئی قسم کی مشکلات آئیں۔ آپ کی پیری مریدی جاتی رہی، مریدوں نے منہ موڑ لیا۔ آپ کے رشتہ داروں نے قطع تعلق کر لیا۔ یہاں تک کہ آپ کے بھائی نے بھی جائیداد دینے سے انکار کر دیا اور آپ نے اپنی ساری جائیداد جو کہ 18 گاؤں اور 5 آموں کے باغات پر مشتمل تھی (روایت از صاحبزادی صاحبہ حضرت پیر صاحب) کی کوئی پرواہ نہ کی اور جب بھائی نے کاغذات پر دستخط لینے چاہے تو آپ نے بے چون و چرا دستخط کر دیے لیکن اپنے ایمان کا سودا نہ کیا۔ آپ کے دوست آپ سے ناراض ہو گئے لیکن آپ نے کوئی فکر نہ کی۔ آپ کا بیٹا جس سے آپ کو بہت محبت تھی جب فوت ہوا تو آپ کے منہ سے کوئی ناشکری کا کلمہ نہ نکلا بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ آپ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا اور قادیان میں آ کر کئی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر آخری ایام میں جب آپ کو ہاتھ ملانے سے بھی درد ہوتا تھا تب بھی آپ خدمات دینیہ میں مصروف عمل رہے۔

اتنا صبر اور حوصلہ آپ کو کہاں سے ملا۔ آپ بھی دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے۔ دراصل یہ ساری برکات امام الزماں کی معیت کی بدولت تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن

سے ہی امام وقت کی خدمت کے لئے چن لیا تھا اور آپ کی نشو ونما ایسے رنگ میں ہوئی تھی کہ آپ کا دل ہر وقت اسی طرف مائل رہتا تھا۔

حقیقت یہی ہے کہ آپ نے بیعت کا حق ادا کیا اور ہم سب کے لئے ایک عظیم مثال قائم کر گئے۔ آپ نے اپنی مرضی کو امام وقت کی مرضی کے تابع کر دیا تھا اور یہی وقف کی اصل روح تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ایسے رفقاء کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم بھی اسی حال میں اس دنیا فانی سے رخصت ہوں کہ ہمارا امام اور ہمارا خدا جو کہ ایک زندہ خدا ہے، ہم سے خوش اور راضی ہو اور ہم خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ٹھہریں کہ

''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔''

تمّت بالخیر

نام کتاب.. حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی

اشاعت.. طبع اوّل